غیر مسلم اور قرآن سے استفادہ [۱]

(قاضی اطہر مبارکپوری)

اسلام کی تبلیغ واشاعت کے سلسلہ میں جو اہم عالمی مسائل درپیش ہیں، ان میں غیر مسلموں کے قرآن مجید چھونے، اس کو پڑھنے پڑھانے اور سمجھنے کا مسئلہ بڑی اہمیت رکھتا ہے، ادھر پچھلی چند دہائیوں سے پوری دنیا خصوصاً یورپ اور افریقہ کے ممالک میں اسلام فہمی کے لیے براہ راست مطالعہ کا ذوق اور داعیہ بڑھ رہا ہے، اور اس کے اصل منبع و ماخذ یعنی کتاب وسنت اور قدماء کی تصانیف سے اسلامی عقائد واعمال کی جستجو عام ہو رہی ہے کیونکہ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ مستشرقین اور ان کے ہم ذوق اہل علم نے اسلام کے متعلق جو کچھ لکھا ہے، وہ خلاف واقعہ یا ناکافی ہے، اس صورت حال کے نتیجہ میں یورپ وغیرہ کی عام درسگاہوں میں عربی زبان اور تحقیقات اسلامی کے مستقل شعبے کھل رہے ہیں، یہ بات بہت خوش آیند اور امید افزا ہے کہ خود غیر مسلموں میں اسلامی فہمی کا ذوق ان کو عربی زبان اور اسلامی علوم سے بہت قریب کر رہا ہے، ایسی حالت میں ہم مسلمانوں پر فرض ہو جاتا ہے کہ ان غیر مسلموں کی زیادہ سے زیادہ مدد کی جائے، اور اسلام فہمی کی راہ میں ان کے لئے آسانی پیدا کی جائے، خاص طور سے

---

[۱] یہ مقالہ ہمدرد فونڈیشن پاکستان کے زیر اہتمام تیسری عالمی قرآن کانفرنس منعقدہ راولپنڈی میں ۲۴ر نومبر ۱۹۸۵ء کو پڑھا گیا۔

ان کے پاس قرآن پہونچانے اور اس کو صحیح طور سے سمجھنے کا زیادہ سے زیادہ موقع فراہم کیا جائے،

کئی سال ہوئے بمبئی میں ہمارے پاس جنوبی افریقہ (جوہانسبرگ) سے اس سلسلہ میں لمبا چوڑا استفتاء آیا تھا جس میں یہی سوال تھا کہ ہمارے یہاں کے یوروپین اور افریقن ہم سے قرآن مجید اور اس کا ترجمہ طلب کرتے ہیں تاکہ وہ اپنے طور پر اسلام کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کریں، ان میں اسلام فہمی کا شوق حد سے زیادہ ہے، جب سے یہاں کے مسلمانوں میں دینی شعور بیدار ہوا ہے اور ان کی بستیوں میں اسلامی اور دینی فضا پیدا ہو رہی ہے غیر مسلموں میں یہ ذوق بڑھتا جا رہا ہے، ایسی صورت میں ہم ان غیر مسلموں کو پورا قرآن یا اس کے اجزاء مع ترجمہ کے دے سکتے ہیں، یا نہیں؟ اس کے جواب میں ہم نے اس وقت لکھا کہ قرآن کا ترجمہ دیا جا سکتا ہے، اور اسی وقت سے اس مسئلہ میں مزید تحقیق وتلاش جاری رہی،

حالات کی تیز رفتاری اور ضرورت کی شدت نے بڑی حد تک قرآن کریم کو غیر مسلموں کے ہاتھ میں پہونچا دیا ہے اور وہ اپنے طور پر اس کو پڑھنے اور سمجھنے لگے ہیں، ان کی یونیورسٹیوں اور کالجوں میں عربی زبان کی تعلیم ہو رہی ہے اور دراسات اسلامیہ کا شعبہ قائم ہے، ایسی حالت میں ضرورت ہے کہ اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کیا جائے اور کتاب وسنت اور سلف صالحین کے قول وفعل سے روشنی حاصل کی جائے،

قرآن مجید کے ادب واحترام پر ہر مکتب فکر کے مسلمانوں کا عقیدہ وعمل ہے [illegible] مسلک یہی ہے کہ محدث اور جنبی مسلمان اور غیر مسلم قرآن مجید کو [illegible] نہیں چھو سکتے البتہ محدث یعنی بے وضو مسلمان اس کو پڑھ سکتا ہے،

اس سلسلہ میں سورۂ واقعہ کی یہ آیت [illegible] سلف کے مختلف اقوال ہیں،

لا اقسم بمواقع النجوم ○ وانہ لقسم لو تعلمون عظیم ○ انہ لقرآن کریم ○ فی کتاب مکنون ○ لا یمسہ الا المطہرون ○ تنزیل من رب العالمین ○

سو میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے چھپنے کی اور اگر تم غور کرو تو یہ بڑی قسم ہے کہ یہ ایک مکرم قرآن ہے جو محفوظ کتاب میں ہے، اس کو بجز پاک فرشتوں کے کوئی ہاتھ نہیں لگانے پاتا ہے، یہ رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہے۔

جمہور صحابہؓ، تابعین اور سلف کا قول ہے کہ "لا یمسہ الا المطہرون" اس قرآن کے بارے میں ہے جو عند اللہ اور آسمان میں ہے، اور مطہرون سے مراد ملائکہ ہیں، یعنی اس آسمانی کتاب الٰہی کو صرف فرشتے ہاتھ لگاتے ہیں، سورۂ عبس کی ان آیات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

فمن شاء ذکرہ ○ فی صحف مکرمۃ ○ مرفوعۃ مطہرۃ ○ بایدی سفرۃ ○ کرام بررۃ ○

سو جس کا جی چاہے اس کو قبول کرے، وہ ایسے صحیفوں میں ہے جو مکرم ہیں، رفیع المقام ہیں، مقدس ہیں، جو ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہیں کہ وہ مکرم نیک ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت انس بن مالک، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم اور مجاہد، عکرمہ، ضحاک، سعید بن جبیر، ابو الشعثاء جابر بن زید، ابو نہیک، ابو العالیہ، قتادہ، حماد بن سلیمان، اسماعیل سدی، عبدالرحمن بن زید بن اسلم وغیرہ رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

دوسرے علماء کا قول ہے کہ "لا یمسہ الا المطہرون" میں مطہرون سے مراد جنابت اور حدث سے پاک لوگ ہیں اور مطلب یہ ہے کہ قرآن کو جنبی اور محدث ہاتھ نہ لگائے، ان کا کہنا ہے کہ یہ آیت اگرچہ خبر دی گئی ہے مگر اس کا مطلب و معنی طلب ہے اور قرآن کریم سے مراد مصحف ہے جو لکھا اور پڑھا جاتا ہے، صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی [illegible]
قرآن لے کر سفر کرنے سے اس لئے منع فرمایا ہے کہ دشمن اس کو [illegible] رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے عامل حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو [illegible]
اس میں درج تھا، ان لایمس القرآن الا طاھر، یعنی قرآن کو صرف طاہر [illegible]
ہاتھ لگائے، [1]

اس سلسلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے واقعے سے بھی استدلال کیا
جاتا ہے، جس میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی بہن سے کہا کہ جو کتاب تم لوگ پڑھ رہے ہو مجھے
دو، تو بہن نے کہا کہ "انک رجس وانہ لایمسہ الا المطھرون" یعنی تم ناپاک ہو
اور اس کو پاک ہی لوگ ہاتھ لگاتے ہیں، فقم فاغتسل او توضأ فتوضأ ثم اخذ
الکتاب فقرأہ"، یعنی تم اٹھو غسل یا وضو کرو، چنانچہ حضرت عمرؓ نے وضو کیا اور قرآن کو [illegible]
دوسری روایت میں غسل کرنے کی تصریح بھی ملتی ہے، چنانچہ قاضی ابن عربی مالکیؒ نے احکام
القرآن میں واغتسل واسلم لکھا ہے [2]

حضرت سلمان فارسیؓ نے ایک مرتبہ بغیر وضو کے قرآن پڑھا مگر اس کو ہاتھ نہیں [illegible]
حضرت سعدؓ نے اپنے لڑکے کو قرآن چھونے کے لئے وضو کرنے کا حکم دیا، حضرت [illegible]
بھی یہی مروی ہے، اور امام حسن بصریؒ، امام نخعیؒ بغیر وضو کے مس قرآن مکروہ سمجھتے [illegible]
فراءؒ نے سب سے الگ اور ظاہری معنی سے ہٹ کر کہا ہے آیت "لا یمسہ
الا المطھرون" کا مطلب بیان کیا ہے کہ لایجد طعمہ ونفعہ الا من [illegible]

---

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۹۸، [2] احکام القرآن ابن العربی ج [illegible]

[3] احکام القرآن جصاص ج ۳ ص ۵۱۱۔

[4] تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۹۸۔

[illegible]رآن کی باطنی اور لغت اور اس لحاظ سے وہی شخص پائے گا جو اس پر ایمان لائے۔

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی نے لکھا ہے کہ اس آیت کا مطلب ہے کہ قرآن کی لذت وہی [illegible] سکتے ہیں جو گناہوں سے پاک ہوں [illegible] مطلب بھی صحیح ہے، امام بخاری نے اس [illegible] بتایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام کی لذت اس شخص نے [illegible] جو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، اور دین اسلام کی حقانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible]ت پر راضی ہوا مگر یہ توجیہ بغیر نقل اور کسی دلیل کے [illegible]

قاضی ابوبکر احمد بن علی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ [illegible] تے ہیں کہ اگر آیت کو خبر پر محمول کیا جائے تو اولیٰ یہ ہے کہ اس سے [illegible] بیان ہے اور مطہرون سے مراد ملائکہ ہیں اور اگر آیت کو نہی پر محمول [illegible] بصورت خبر ہے تو حکم سب کے بارے میں عام ہوگی، اور یہی اولیٰ ہے [illegible] میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم کے پاس [illegible] میں ولا یمس القرآن الا طاهر تھا۔ اور یہ قول اسی آیت کی وجہ سے [illegible] کیونکہ اس میں نہی کا احتمال ہے[2]۔

یہ ساری بحثیں مسلمان محدثین اور فقہا کے مس قرآن کے بارے میں ہیں جو مکلف ہیں [illegible] شرعی احکام لاگو ہوتے ہیں اس کے ساتھ قرآن جہاں ھدًی للمتقین ہے وہیں [illegible] ھدًی للناس بھی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار و مشرکین تک قرآن کی آواز پہنچانے میں جو جد و جہد فرمائی ہے اور اس راہ میں جو مصائب برداشت کیے ہیں ہماری [illegible] سے پوشیدہ نہیں ہیں، دربار رسالت میں جو وفود دین فہمی کے لیے آئے ہیں ان

---

[1] احکام القرآن ابن العربی ج ۴ ص ۱۷۳۱ ۔

[2] احکام القرآن ج ۳ ص ۴۱۵ ۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے علاقے میں قرآن لے کر سفر کرنے سے اس لئے منع فرمایا ہے کہ دشمن اس کو پا جائے گا، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے عامل حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو جو مکتوب روانہ فرمایا تھا اس میں درج تھا، ان لا یمس القرآن الا طاھر، یعنی قرآن کو صرف طاہر پاک شخص ہاتھ لگائے، [1]

اس سلسلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ سے بھی استدلال کیا جاتا ہے، جس میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی بہن سے کہا کہ جو کتاب تم لوگ پڑھ رہے تھے مجھے دو، تو بہن نے کہا کہ "انك رجس وانه لا یمسه الا المطھرون، یعنی تم ناپاک ہو اور اس کو پاک ہی لوگ ہاتھ لگاتے ہیں، فقم فاغتسل او توضأ فتوضأ ثم اخذ الکتاب فقرأه"، یعنی تم اٹھو غسل یا وضو کرو، چنانچہ حضرت عمرؓ نے وضو کیا اور قرآن کو پڑھا، دوسری روایت میں غسل کرنے کی تصریح بھی ملتی ہے، چنانچہ قاضی ابن عربی مالکیؒ نے احکام القرآن میں واغتسل واسلم لکھا ہے [2]

حضرت سلمان فارسیؓ نے ایک مرتبہ بغیر وضو کے قرآن پڑھا مگر اس کو ہاتھ نہیں لگایا، حضرت سعدؓ نے اپنے لڑکے کو قرآن چھونے کے لئے وضو کرنے کا حکم دیا، حضرت ابن عمرؓ سے بھی یہی مروی ہے، اور امام حسن بصریؒ، امام نخعیؒ بغیر وضو کے مس قرآن مکروہ سمجھتے ہیں۔ [3]

فراءؒ نے سب سے الگ اور ظاہری معنی سے ہٹ کر کہا ہے آیت "لا یمسه الا المطھرون" کا مطلب بیان کیا ہے کہ لا یجد طعمه ونفعه الا من آمن به [4]

---

[1]: تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۹۸، [2]: احکام القرآن ابن العربی ج ۲ ص ۲۳۲

[3]: احکام القرآن جصاص ج ۳ ص ۵۱۱۔

[4]: تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۹۸۔

قرآن کی چاشنی اور لذت اور اس کا نفع وہی شخص پائے گا جو اس پر ایمان لائے۔
قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی نے لکھا ہے کہ اس آیت کا مطلب کہ قرآن کی لذت وہی لوگ پا سکتے ہیں جو گناہوں سے پاک اور تائب و عابد ہیں صحیح ہے، امام بخاری نے اس کو مختار بتایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام کی لذت اس شخص نے پائی جو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، اور دین اسلام کی حقانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر راضی ہوا مگر یہ توجیہہ بغیر عقلی اور سمعی دلیل کے ظاہر سے عدول ہے، سلہ
قاضی ابوبکر احمد بن علی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ جو مذکورہ آیت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اگر آیت کو خبر پر محمول کیا جائے تو اولیٰ یہ ہے کہ اس سے، وہ قرآن مراد ہو جو اللہ تعالیٰ کے یہاں ہے اور مطہرون سے مراد ملائکہ ہیں، اور اگر آیت کو نہی پر محمول کیا جائے اگرچہ یہ بصورت خبر ہے تو ہم سب کے بارے میں عام ہوگی، اور یہی اولیٰ ہے اس لیے کہ صریح روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم کے پاس جو تحریر روانہ فرمائی تھی اس میں "ولا یمس القرآن الا طاھر" تھا۔ اور یہ نہی اسی آیت کی وجہ سے ہوگی کیونکہ اس میں نہی کا احتمال ہے، سلہ
یہ ساری بحثیں مسلمان محدث اور جنبی کے مس قرآن کے بارے میں ہیں جو مکلف ہیں اور جن پر شرعی احکام لاگو ہوتے ہیں اسی کے ساتھ قرآن جہاں ھدًی للمتقین ہے وہیں ھدًی للناس بھی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار و مشرکین تک قرآن کی آواز پہونچانے میں جو جد و جہد فرمائی ہے اور اس راہ میں جو مصائب برداشت کیے ہیں ہماری نظروں سے پوشیدہ نہیں ہیں، دربار رسالت میں جو وفود دین فہمی کے لیے آتے ہیں ان

سلہ:۔ احکام القرآن ابن العربی ج ۴ ص ۲۳۱۔
سلہ ر احکام القرآن ج ۳ ص ۵۱۔

کے لئے جو اہتمام آپؐ نے فرمایا ہے وہ بھی معلوم ہے، اُن کی دلداری کا یہ عالم
تھی کہ وہ خود دین کی سمجھ حاصل کرنے کے لئے آتے تھے، حتیٰ کہ جو حربی مشرک اور
کافر قرآن سننے اور سمجھنے کے ارادے سے آتے تھے ان کو اپنی امان میں رکھ کر قرآن
سنانے کا حکم دیا گیا ہے، ارشاد خداوندی ہے :

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝

اور اگر کوئی شخص مشرکوں میں سے آپ سے پناہ چاہے تو آپ اس کو پناہ دیدیں تاکہ وہ کلام اللہ کو سن لے، پھر اس کو اس کی پناہ کی جگہ پہونچا دیں، یہ حکم اس لئے ہے کہ وہ لوگ علم نہیں رکھتے،

امام ابو بکر جصاصؒ لکھتے ہیں کہ اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ کافر جب ہم سے
دین کی حجت اور توحید و رسالت کے دلائل طلب کرے، تاکہ حجت اور دلیل کی روشنی میں
توحید و رسالت کو تسلیم کرے، تو ہم پر اقامت حجت، اور اللہ تعالیٰ کی توحید، اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا بیان کرنا ضروری ہے، اور ایسے حربی کافر کا قتل کرنا جائز
نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس کو امان دینے کا حکم دیا ہے تاکہ کلام اللہ کو سنے، اس
کے بعد لکھتے ہیں :

وفيه الدلالة ايضاً على ان علينا تعليم كل من التمس منا تعريفه شيئاً من امور الدين، لان الكافر الذى استجارنا ليسمع كلام الله انما قصد التماس معرفة صحة الدين[1]

نیز اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص ہم سے دین کی کوئی بات معلوم کرنا چاہے، ہم پر ایسے تمام لوگوں کو تعلیم دینا فرض ہے، کیونکہ جس کافر نے کلام اللہ سننے کے لئے ہم سے پناہ و امان چاہی ہے اس کا مقصد

---

[1] احکام القرآن ج ۳ ص ۱۰۳ ۔

دین کی صحت کی معرفت ہی ہے۔

موجودہ دور میں بہت سے غیر مسلموں کے بارے میں تقریباً یہی صورت حال ہے کہ وہ تحقیق کے لئے قرآن کو سمجھنا چاہتے ہیں، اور گویا ہم سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ ان کو قرآن کی تعلیمات اور توحید و رسالت کے بارے میں بنیادی باتیں بتائی جائیں، اس لئے ان کی پذیرائی، دلداری اور تالیف قلب کے ساتھ اسلام کے اصل منبع و ماخذ تک ان کے لئے راہ پیدا کرنی چاہئے۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے غیر مسلم کے مسِ قرآن کا مسئلہ سامنے آتا ہے، ظاہر ہے کہ عام حالات میں غیر مسلم کو اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی ہے، جبکہ وہ اپنے طور پر قرآن چھوتے اور پڑھتے ہیں۔ چنانچہ امام ابوبکر جصاصؒ نے مشہور تابعی امام ابو قتادہ بن دعامہ سدوسی البصریؒ متوفی ۱۱۷ھ کا یہ بیان نقل کیا ہے:

وقال قتادة "لا يمسه عند الله الا المطهرون فاما فی الدنیا فانه یمسه المجوسی، والنجس، والمنافق" [1]	جو قرآن عند اللہ ہے اس کو صرف پاک لوگ چھوتے ہیں اور جو دنیا میں ہے اس کو مجوسی اور ناپاک اور منافق بھی چھوتا ہے۔

امام ابن کثیرؒ نے بھی حضرت قتادہ کا یہ قول معمولی اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے:

لا یمسه عند الله، الا المطهرون فاما فی الدنیا فانه یمسه المجوسی النجس والمنافق الرجس۔ [2]	جو قرآن عند اللہ ہے اس کو صرف پاک لوگ چھوتے ہیں اور جو دنیا میں ہے اس کو نجس مجوسی اور ناپاک منافق بھی چھوتا ہے۔

---

[1]: احکام القرآن جصاص ج ۳ ص ۱۱۵۔

[2]: تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۹۸۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول صورت حال کی خبر اور بیان واقعہ کے طور پر ہے، یعنی ان کے زمانہ میں بصرہ اور عراق کے دوسرے شہروں میں عیسائی اور مجوسی وغیرہ آباد تھے اور مسلمانوں سے ان کا اختلاط تھا، وہ اپنے طور پر بوقت ضرورت قرآن کو ہاتھ لگاتے اور پڑھتے تھے، جیسا کہ آج بھی یہ صورت ہے کہ غیر مسلم طابعین و ناشرین قرآن مجید کی طباعت کرتے ہیں، اور ایسے ادارے اپنے طور پر اس کا احترام بھی کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبول اسلام سے پہلے مصحف کو ہاتھ لگانے کے لیے جو وضو یا غسل کیا تھا ظاہر ہے کہ وہ بحالت کفر تھا اور اس کا مقصد ظاہری صفائی اور ستھراپن تھا، غالباً اسی ظاہری صفائی کے پیش نظر ائمۂ احناف میں امام محمد رح نے غسل کے بعد نصرانی کے مسِ قرآن کو جائز قرار دیا ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے:

ویمنع النصرانی من مسّہ، وجوّزہ محمد اذا اغتسل، لـہ	مسِ قرآن سے نصرانی کو روکا جائے گا، اور امام محمد نے اس کو جائز قرار دیا ہے جبکہ وہ غسل کر لے،

نیز اسی زمانہ میں کوفہ کے بعض اجلۂ تابعین اور ائمہ دین نے نصاریٰ سے اپنے لیے قرآن لکھوایا تھا، ظاہر ہے کہ ان حضرات نے نصاریٰ کی ظاہری صفائی پر اعتماد کر کے یہ کام ان سے لیا تھا، چنانچہ امام ابراہیم نخعی رح اپنے استاد امام علقمہ بن قیس نخعی کوفی رح متوفی ۶۲ھ کے متعلق بیان کرتے ہیں:

انّہ کان اذا اراد ان یتخذ مصحفاً امر نصرانیاً فنسخہ، ٢ـہ	جب ان کو مصحف کی ضرورت پڑتی تو ایک نصرانی کو حکم کرتے اور وہ ان کے

لـہ: درمختار مع الشامی ج ۱ ص ۱۹۳

٢ـہ: المحلی ابن حزم ج ۱ ص ۸۴

لیے لکھدیا کرتا تھا،

اس روایت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علقمہؓ اس عیسائی کاتب سے بار بار مصحف لکھوایا کرتے تھے، اور اس پر ان کو پورا اطمینان تھا۔

حضرت علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ علماء ربانیین میں سے تھے، حضرت عمرؓ، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت سعد، حضرت حذیفہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود اور دیگر اجلۂ صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے، حضرت ابن مسعود کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور علم و عمل، سیرت و کردار میں ان کے مثنیٰ تھے، ان کے حلقۂ درس میں حضرات صحابہؓ شریک ہو کر دینی سوال کرتے اور فتویٰ پوچھتے تھے۔ لہ

اسی طرح حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ کوفی متوفی ۸۳ھ نے مقام حیرہ کے ایک نصرانی سے اجرت پر قرآن کی کتابت کرائی تھی، مصنف عبد الرزاق، باب بیع المصاحف میں ہے:

ان عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ کتب له نصرانی من اهل الحیرة مصحفاً بسبعین درهماً ۲ھ	عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے لیے حیرہ کے ایک نصرانی نے ایک مصحف ستر درہم میں لکھا تھا،

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ کوفہ کے کبار تابعین اور ثقاتِ اسلام میں سے ہیں، ایک سو بیس ۱۲۰ صحابہ کی صحبت و معیت سے فیضیاب ہیں، ان کے حلقۂ درس میں بھی حضرات صحابہؓ تشریف لاتے تھے، جن میں حضرت براء بن عازبؓ بھی ہوا کرتے تھے، یہ حضرات نہایت خاموشی اور ادب کے ساتھ ان سے احادیث سنتے تھے، وہ

لہ :- تہذیب التہذیب ج۷ ص۲۷۳ -

۲ھ :- مصنف عبد الرزاق ج۸ ص۱۱۴ -

مشہور امام محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے والد ہیں۔ ؎۱

ان حضرات کے اس عمل پر معاصر ائمۂ دین کی طرف سے کسی قسم کی نکیر کا پتہ نہیں چلتا، حالانکہ اس دور میں ہر جگہ علماء و فقہاء اور محدثین کا جم غفیر موجود تھا اور مختلف مسائل میں اختلاف رائے کرتا تھا۔ ظاہر ہے کہ نصرانی کاتب سے قرآن لکھوانے میں اس کی ظاہری پاکی وصفائی کا لحاظ رہتا رہا ہوگا، جیسا کہ حضرت عمرؓ کے ایک واقعہ میں یہی بات تھی، اور ایسی صورت میں وہ نصرانی کاتب قرآن کو چھوتے اور پڑھتے تھے۔

اس کے باوجود عہد سلف میں بلا کسی شرط و قید ہر محدث و جنبی اور غیر مسلم کے قرآن مجید کو ہاتھ لگانے اور پڑھنے کے جواز میں کوئی صریح قول نہیں ملتا، البتہ حضرت قتادہؒ کا قول "فاما فی الدنیا فانہ یمسہ المجوسی والنجس والمنافق" بتاتا ہے کہ عہد صحابہ و تابعین میں قرآن کو غیر مسلم بھی ہاتھ لگاتے تھے، بعد میں پانچویں صدی کے مشہور ظاہری امام و عالم ابن حزم اندلسی متوفی ۴۵۶ھ بلا کسی قید و شرط کے علی الاطلاق اس کے جواز کے قائل ہیں اور محدث، جنبی اور کافر و مشرک سب کے لیے قرآن چھونے اور پڑھنے کو جائز قرار دیتے ہیں، اور عدم جواز کے تمام دلائل کا رد کرتے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

جنبی کے لیے مس قرآن کو ناجائز قرار دینے والوں نے جن آثار سے استدلال کیا ہے، ان میں سے کوئی صحیح نہیں ہے، کیونکہ وہ یا مرسل ہے، یا غیر مستند صحیفہ ہے، یا اس کا راوی مجہول ہے، یا ضعیف ہے۔ ؎۲

اور اپنے اس قول کے استدلال میں مکتوب نبوی بنام ہرقل کو پیش کیا ہے

؎۱: تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۲۶۰۔

؎۲ المحلی ج ۱ ص ۸۱۔

جس میں قرآنی آیات ہیں اور نصاریٰ نے ان کو ہاتھ لگایا اور پڑھا ہے، یہ مکتوب مبارک صحیح بخاری کی کتاب بدء الوحی میں یوں درج ہے:-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم من محمد عبد اللہ ورسولہ الی ھرقل عظیم الروم، سلام علی من اتبع الھدیٰ، اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم یوتک اللہ اجرک مرتین، فان تولیت فان علیک اثم الاریسین، ویا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا، ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ، فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون ہ"

اس مکتوب نبوی کو نقل کرکے ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے نصاریٰ کے پاس یہ مکتوب روانہ فرمایا جس میں یہ آیت ہے: حالانکہ آپ کو یقین تھا کہ وہ اس مکتوب کو ہاتھ لگائیں گے، [1]

اس مکتوب کے پیش نظر بعض علماء حنبلی کے لیے ایک دو آیات پڑھنے اور دشمن کے ملک میں قرآن کے بعض اجزا بھیجنے اور اس کے ساتھ سفر کرنے کے قائل ہیں، [2]

غیر مسلم کو قرآن کی تعلیم دینے کے بارے میں علماء سلف کے مختلف اقوال ہیں: حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ امام مالک نے کافر کو قرآن کی تعلیم سے مطلقاً منع کیا ہے، حنفیہ کے نزدیک مطلقاً جائز ہے، امام شافعی کے اس بارے میں دو اقوال ہیں؛ اور بعض مالکی علماء نے غیر مسلم پر دین کی حجت قائم کرنے کے لیے قرآن کی مختصر تعلیم

---

[1] فتح الباری جلد ۱ ص ۳۹ -

[2] المحلی ج ۱ ص ۸۳ -